Heroes who fulfill their personal sense of destiny

سورما جو اپنی شخصی رویا کو پایۂ تکمیل تک پہنچاتے ہیں

The Doctrine of Mental Attitude Sins.

ذہنی رویہ کے گناہ

کے نظریہ کی تعلیم

(حصہ چہارم)

فروری 2011

مصنف: رابرٹ آر میک لاف لن

مترجم: پاسٹر پرویز رحمت مسیح

GRACE BIBLE CHURCH PAKISTAN

www.gbcpakistan.org

ذہنی رویہ کے گناہ
کے نظریہ کی تعلیم

(حصہ چہارم)

فروری 2011

ہم نے ذہنی رویہ کی تعلیمات کے تعلق سے پہلے نکتہ کا مطالعہ مکمل کر لیا ہے جس میں ہم نے انسانی روح اور انسانی جان کے درمیان فرق پر غور کیا۔ ہماری عقائدی تعلیمات میں دوسرا نکتہ الٰہی قدرت کی نمائندگی کرتا ہے اور اس کا تعلق ہمارے ذہنی رویوں کو تبدیل کرنے سے ہے۔ بائبل کی تعلیمات کے فہم، سوچ بچار اور دل کی گہرائی سے قبول کرنے کا کوئی نعم البدل نہیں ہے۔ الٰہی قدرت کی نمائندگی ہر دور کی کلیسیا کے ایمانداروں کے لئے ظاہر کی گئی اور اس کا تجربہ کیا گیا جب بائبل کی تعلیمات پر دل کی گہرائی سے غور وخوض کیا گیا اور اِس کے ساتھ آپ کی جان کی ہم آہنگی ہوئی۔ جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں کہ یہ فوج کے ہراول دستے کی حفاظتی باڑھ ہے جو ہماری جانوں کو محفوظ رکھتی ہے۔ مسائل حل کرنے کے یہ آلات اہم ہیں کیونکہ یہ ہمیں زندگی کی کسی بھی مشکل سے نبرد آزما ہونے کی قوت اور لیاقت دیتے ہیں۔ خدا نے اپنے فضل کے ساتھ بائبل میں تحریری کردہ تمام باتوں کا انتظام کیا ہے جو پہلے انسانی روح اور پھر جان تک پہنچتی ہیں۔ ستائش کی تمام اقسام دھیان گیان کا امتحان ہیں اور خواہ آپ

اسے پسند کریں یا نہ کریں، ساری زندگی مزاحمت کی متقاضی ہے۔ وہ لوگ جنہیں سب کچھ دے دیا جائے، سست، خودغرض اور زندگی کی حقیقی اقدار میں بے حس ہو جاتے ہیں۔ جس چیز کی قیمت کم ہو تو اس کی بے قدری ہوتی ہے۔ ہمیں چاہئے کہ صاحبِ قدر بنیں بجائے کہ ایسا شخص بنیں جس کی کامیابی ذہنی رویہ سے شروع ہوتی ہو۔ گہری توجہ ہو یا عقائدی تعلیم، یا ہماری دعاؤں میں شراکت کی عبادت ہو، یہ سب اُسی ایک بات یعنی سوچ کا حصہ ہے۔ جب آپ اپنی روحانی عادات میں سوچ بچار اور دھیان گیان کے ساتھ توجہ کو پروان چڑھاتے ہی، تو ایک ایسی روحانی زندگی بنتی ہے جو آپ کی منتظر ہو اور آپ کے ادراک سے بھی بالاتر ہو۔ خدا نے پسند کیا ہے کہ اپنی سوچیں اپنے پاک روح کے وسیلہ ہم پر ظاہر کرے۔ 1 کرنتھیوں 2:12-14

”مگر ہم نے نہ دنیا (مادی اور کائناتی دنیا کے نظام کی) کی روح بلکہ وہ روح پایا جو خدا کی طرف سے ہے تا کہ اُن باتوں (اندیکھی چیزوں) کو جانیں جو خدا نے ہمیں عنایت کی ہیں۔ اور ہم ان باتوں کو اُن الفاظ میں نہیں بیان کرتے جو انسانی حکمت نے ہم کو سکھائے ہوں بلکہ اُن الفاظ میں جو روح نے سکھائے ہیں اور روحانی باتوں کا روحانی باتوں سے مقابلہ کرتے ہیں۔ مگر نفسانی آدمی (جسمانی جان رکھنے والا شخص، بے ایمان، یا ایسا ایماندار جس کے پاس عقائدی تعلیم نہ ہو) خدا کے روح کی باتیں قبول نہیں کرتا کیونکہ وہ اس کے نزدیک بیوقوفی کی باتیں ہیں اور نہ وہ انہیں سمجھ سکتا ہے۔“

اب اِس کا اشارہ محض بے ایمان یا کسی ایسے ایماندار کی طرف نہیں جو روح القدس کی محض خانہ پُری کرتا ہو کیونکہ آپ ایسی عقائدی تعلیمات حاصل کر سکتے ہیں

خواہ آپ روح القدس سے معمور نہ بھی ہوں۔ آپ عقائدی تعلیمات کو سمجھ سکتے اور ایسی سوچ پر فہم بڑھا سکتے ہیں خواہ یہ انتہائی فہیم علم ہو مگر شخصی اور تجرباتی علم نہ ہو۔ آخری مقصد صرف تعلیمات حاصل کرنا نہیں ہے، نہ ہی اس کے کام اور نہ ہی تعلیمات کا اطلاق۔ حتمی مقصد یہ ہے کہ خدا کے ساتھ شخصی تعلق اور رفاقت شراکت رکھیں۔ ذہنی رویوں کی تبدیلی میں ہمارا مقصد خدا کے قریب ہونا ہے۔ جب ہم خدا پر انحصار کرتے رہیں گے، تو ہم اُس کے فضل میں اور پہچان میں بڑھیں گے جو ہمیں اُس کے ساتھ اطاعت اور پھلدار زندگی کی طرف لے جائے گی۔ ہمارا رویہ بھی ایسا ہوگا جیسا کہ ہمارے خداوند کا عبرانیوں 9:10 میں ہے "میں آیا ہوں تا کہ تیری مرضی پوری کروں" اُس نے یہ نہیں کیا کہ "اس میں میرے لئے کیا ہے؟ ہم خدا کے لئے اپنے زندگی تابع کرنے میں کس حد تک خواہاں ہیں؟ اتنی دور تک جہاں آج بے شمار نام نہاد مسیحی دھوکا کھا رہے ہیں جب نجات تک آنے میں روح القدس کی معموری اور روحانی زندگی گزارنے تک پہنچتے ہیں۔

1 یوحنا 5:18-19 "ہم جانتے ہیں کہ جو کوئی خدا سے پیدا ہوا ہے وہ گناہ نہیں کرتا بلکہ اس کی حفاظت وہ کرتا ہے جو خدا سے پیدا ہوا اور وہ شریر اُسے چھونے نہیں پاتا۔ ہم جانتے ہیں کہ ہم خدا سے ہیں اور ساری دنیا اُس شریر کے قبضہ میں پڑی ہوئی ہے۔"

خدا کے ساتھ اور ہماری زندگی کیلئے خدا کے منصوبہ کے ساتھ ہماری فرمانبرداری کی حد کیا ہے، کون سی بات ہمیں خاموش کر سکتی اور مسیح کیلئے ہماری سپردگی اور دھیان گیان چھین سکتی ہے؟ دستبرداری کی وہ کون سی حدیں ہیں جہاں تک آپ

جانا چاہیں گے،اور خود اپنے منصوبوں، مقاصد اور خوابوں کے حوالہ کر دیں گے، کہ آپ کی زندگی میں خدا کی مرضی پوری ہو؟ اگر کوئی شخص اپنی زندگی خداوند کو دیتا ہے،تو یہ اُس کے لئے مزاحمت کا باعث ہوگا جو اپنی ساری خوشی، اپنی تمام تر شخصیت، خدا کے ہاتھ میں دے دیتا ہے،اس لئے کہ وہ اپنی خوشیوں اور طلب کے مطابق اپنی خواہشوں کی طویل فہرست حاصل کر سکیں۔ اگر ہم خدا سے حقیقی محبت رکھتے ہوئے زندگی گزاریں، صرف اس لئے کہ ہم اس سے محبت رکھتے ہیں، تو ہم اپنی ساری شادمانی صرف خدا میں رکھتے ہیں۔ صرف محبت ہی ہم سے یہ کام کروائے کہ اپنی ساری مرضی خداوند کے حوالہ کر دیں۔ اگر اطاعت پیدا کرنے والی محبت نہیں تو بالآخر وہ جھوٹا مقصد ظاہر ہو ہی جائے گا۔ جب ایماندار اپنی جان، مرضی، اور اپنا سب کچھ خداوند کے سامنے چھوڑ دیتا ہے اور اپنی ذات کے لئے کچھ نہیں چاہتا بلکہ صرف خدا کو صرف خدا کے لئے طلب کرتا ہے، تو یہ بات اپنی جان میں خدا کے ساتھ زندگی گزارنے کے تجربہ کا آغاز ہوتی ہے۔ یہاں ایک ایسی حالت ہے جس میں حتمی ہدف کے طور پر کوئی تسلی نہیں ہوتی، آسمان کا جلال مقصد نہیں ہوتا، برکات اور اجر مقاصد میں شامل نہیں ہوتے۔ اگر میں صرف خدا سے محبت رکھتا ہوں، تو میں صرف خدا ہی کا مشتاق ہوں گا۔

ہمیں اس سے ایسی محبت رکھنی چاہئے جس کا تاحدِ نظر کوئی اختتام نہ ہو اور یہاں تک کہ ہمیں کسی اپنی مضبوطی کے جذباتی احساس کی توقع بھی نہیں رکھنی چاہئے۔ ہمیں اُس سے کامل محبت رکھنی چاہئے قطع نظر کہ حالات خشکی مائل ہو یا کثرت اور فراوانی کے۔ یوحنا 15:14 میں ہمارے خداوند نے کہا کہ "اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو

میرے حکموں پر عمل کرو گے۔'' یہ دس حکموں کی بات نہیں ہے کیونکہ نئے عہد نامہ میں کم و بیش 400 حکم پائے جاتے ہیں۔ تاہم، ہمیں چاہیئے کہ لفظ محبت پر توجہ مرکوز کریں جو یہاں پر یونانی زبان میں ''Agapao'' اگاپے ہے نہ کہ "Phileo, Agapao جو کہ ذہنی رویہ کی محبت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ بات یہ ہے کہ جب یہ لفظ ہمارے ذہنی رویوں میں آتا ہے 'خدا سے محبت' تو اِسی کو ہمیں مجبور کرنا چاہیئے کہ خدا کی مرضی کے تابع ہو جائیں۔ خدا کے ساتھ ایک ایسی محبت بھی ہے جو شخصی ہے، اس کے لئے لفظ Philoe محبت ہے۔ یوحنا 16:27 ''اس لئے کہ باپ آپ ہی تم کو عزیز رکھتا (تم سے Philoe محبت رکھتا، تم سے شخصی محبت رکھتا) ہے کیونکہ تم نے مجھ کو عزیز (Phileo'd شخصی طور سے) رکھا ہے اور ایمان لائے ہو کہ میں باپ کی طرف سے نکلا ہوں۔'' اگاپے محبت کا مقصد، یہ ذہنی رویہ کی محبت ہے جو ہمیں فلیو محبت یعنی خدا سے اور خداوند یسوع مسیح سے شخصی محبت کی طرف لے جاتی ہے۔ اسی لئے 1 کرنتھیوں 16:22 میں بیان کیا گیا ہے کہ ''جو کوئی خداوند کو عزیز (Phileo شخصی طور سے عزیز) نہیں رکھتا ملعون ہے۔ ہمارا خداوند آنے والا ہے۔'' فلیو محبت دراصل ایک عظیم محبت ہے، اِس تناظر میں کہ جب یہ خدا سے کی جائے تو زیادہ شخصی محبت ہے جو ہمارے ذہنی رویوں میں سے اگاپے محبت کی طرف سے پیدا ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب خداوند نے یوحنا 21 باب میں پطرس کے سامنے یہ امتحان رکھا تو وہ دلگیر ہو گیا۔ یہاں پر ہم اگاپے محبت اور فلیو محبت یا ذہنی رویے کی محبت اور فلیو شخصی محبت کے درمیان فرق دیکھتے ہیں۔ اگر آپ مسیحی طرزِ زندگی گزارنے جا رہے اور اُس سچائی سے لطف اندوز ہونے جا رہے ہیں جو ہمیں آزاد کرتی ہے تو یہ آپ کے لئے بہت بڑی بات ہو گی۔ اوسط

ایماندار سچائی کی بات کو نہیں پھیلاتے، وہ بائبل مقدس کے مطابق کی جانے والی محبت کی بابت الجھن کا شکار ہو جاتے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ اصل زبان کی تعلیم عام نہیں ہے اور وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ بائبل کے مصنفین کو الہام دیتے وقت خدائے پاک روح نے کیوں محبت کے لئے دو مختلف الفاظ کا انتخاب کیا۔ آئیں اِس حوالہ کو اصل زبان میں دیکھیں: یوحنا 21:15-17 ''اور جب کھانا کھا چکے تو یسوع نے شمعون پطرس سے کہا اے شمعون یوحنا کے بیٹے کیا تُو ان سے زیادہ مجھ سے محبت (اگاپے) رکھتا ہے؟ اُس (پطرس) نے اُس سے کہا ہاں خداوند تُو تو جانتا ہی ہے کہ میں تجھے عزیز (فلیو) رکھتا ہوں۔ اُس نے اُس سے کہا تُو میرے برّے چرا۔ اُس نے دوبارہ اُس سے پھر کہا اے شمعون یوحنا کے بیٹے کیا تُو مجھ سے محبت (اگاپے) رکھتا ہے؟ اُس نے کہا ہاں خداوند تُو تو جانتا ہی ہے کہ میں تجھ کو عزیز (فلیو) رکھتا ہوں۔ اُس نے اُس سے کہا کہ تُو میری بھیڑوں کی گلّہ بانی کر۔ اُس نے تیسری بار اُس سے کہا اے شمعون یوحنا کے بیٹے کیا تُو مجھے عزیز (فلیو) رکھتا ہے؟ چونکہ اُس نے تیسری بار اُس سے کہا کیا تُو مجھے عزیز (فلیو) رکھتا ہے؟ اس سبب سے پطرس نے دلگیر ہو کر اُس سے کہا اے خداوند تُو تو سب کچھ جانتا ہے ۔ تجھے معلوم ہی ہے کہ میں تجھے عزیز (فلیو) رکھتا ہوں۔ یسوع نے اُس سے کہا تو میری بھیڑیں چرا۔''

سوال یہ ہے کہ: اگر خدائے پاک روح نے فوق الفطرت طور سے صحائف کے مصنفین کو ہدایت دی تھی کہ اُس کا مکمل پیغام انسانی اندراج میں پوری کاملیت کے ساتھ صحائف کی اصل زبان میں رکھیں، تو اُس نے دو مختلف الفاظ کیوں استعمال کیئے؟ اُس کے استعمال کردہ اصل الفاظ میں دو مختلف معنی پائے جاتے ہیں، اگر یہ سچ ہے، تو

مترجمین نے کیوں دو یکسر مختلف الفاظ phileo اور agapao الفاظ کو یکساں استعمال کیا؟ دراصل، یونانی زبان میں محبت کے لئے چار بنیادی الفاظ ہیں۔ سب سے مشہور ومعروف لفظ agape یا agapao ہے جس کا اشارہ ایک شخصی محبت کی طرف ہے یا ایسی محبت جو ذہنی رویہ سے صادر ہوتی ہو۔ اس کے بعد Philoe محبت ہے یا ایسی شخصی محبت جس میں شخصی رجحان پایا جاتا ہو۔ یہ محبت اچھی یا بُری ہوسکتی ہے جس کا دارومدار اس کے چلن پر ہوتا ہے۔ اس کے بعد Stergo محبت ہے جس کے معنی ہیں کسی کے لئے چاہ یا شفقت محسوس کرنا، بالخصوص والدین اور بچے، حتیٰ کہ جانور بھی شامل ہیں، اس کا مطلب ہے الفت یا پیار سے وقف یا نثار ہونا۔ رومیوں 10:12 ''برادرانہ محبت سے آپس میں ایک دوسرے کو پیار (philostorgos) کرو، عزت کی رُو سے ایک دوسرے کو بہتر سمجھو۔'' یہ بھی بری یا اچھی ہوسکتی ہے جس کا دارومدار چلن پر ہوتا ہے۔ محبت کی آخری قسم Eros ایروس محبت ہے، یہ ایسی حالت ہے جسے ہم ''عشق'' وغیرہ کا نام دیتے ہیں، یہ ایسی محبت ہے جو عاشقوں میں پائی جاتی ہے۔ ہمیں اُس ذہنی رویہ کو سمجھنے کی اہمیت دیکھنے کی ضرورت ہے جو ہمیں خدا کی بابت رکھنے کی ضرورت ہے، وہ ہمارے ذہنی رویوں کی اگاپے محبت ہے۔ اگاپے محبت ایک احساس یا جذباتی بات نہیں ہے، یہ سوچ کا ایک نظام ہے جس کی خوبی سب سے افضل ہے، 1 کرنتھیوں 13:13، سوچ سے جنم لینے والی، فلپیوں 2:2۔ جب اس کا رُخ خدا کی طرف ہو تو اگاپے محبت مجبور کر دینے والی تحریک پیدا کرتی ہے، 2 کرنتھیوں 14:5۔ افسیوں 25:5 میں شوہروں کو اِسی محبت کی بابت حکم دیا گیا ہے ''اے شوہرو! اپنی بیویوں سے محبت رکھو جیسے مسیح نے بھی کلیسیا سے محبت کر کے اپنے آپ کو اُس کے

واسطے موت کے حوالہ کر دیا"، یعنی ذہنی رویہ سے کی جانے والی عزت نہ کہ شخصی محبت۔ اسی لئے حکم کے پہلے حصہ میں ہمیں کہا گیا ہے کہ خدا سے شخصی محبت نہ رکھیں بلکہ اُس کا خوف مانیں اور اُس کی عزت کریں یا اُس کی خاطر محبت رکھیں۔ دراصل، جب خروج 20:3-17 میں دس حکم دیئے گئے تو وہاں خدا سے محبت کرنے کا کوئی حکم نہیں پایا جاتا۔ اگر خدا سے شخصی محبت کا حکم دیا جاتا تو یہ ایمانداروں اور بے ایمانوں کی آزاد مرضی کے خلاف ہوتا۔ اگاپے ذہنی رویہ سے کی جانے والی تعظیمی محبت ہے جس کا نتیجہ فلیو محبت یعنی خدا سے شخصی محبت کی صورت میں نکلتا ہے۔ اگاپے محبت کسی ایسے شخص سے پیار کرنے اور عزت کرنے کی لیاقت ہے جسے آپ دیکھ نہ سکتے ہوں۔ 1 پطرس 8:1 "اُس سے تُم بے دیکھے محبت رکھتے ہو اور اگرچہ اس وقت اس کو نہیں دیکھتے تو بھی اس پر ایمان لا کر ایسی خوشی مناتے ہو جو بیان سے باہر اور جلال سے بھری ہے۔"

جب آپ کسی ایسے شخص سے محبت رکھنا شروع کرتے ہیں جسے دیکھا نہ ہو، اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ آپ نے خود کو اُس کی سوچ کے ساتھ ہم آہنگی بنالی ہے۔ گلتیوں 22:5 میں اگاپے محبت یا ذہنی رویہ کی یہ محبت روح کا پھل ہے۔ رومیوں 5:5 میں خدا کی محبت ہمارے دلوں روح القدس کے وسیلہ سے ڈالی گئی ہے جو ہمیں دیا گیا ہے۔ پس اِس حوالہ میں جس پر ہم غور کر رہے ہیں، یوحنا 21:15-17 خداوند پطرس سے پوچھ رہا تھا کہ آیا اُس کے اندر غیر مشروط اور غیر شخصی وافضل محبت ہے، جو کہ فاعل کی فضلیت بیان کرتا ہے نہ کہ مفعول کی۔ اور پطرس جانتا تھا اور سمجھتا تھا کہ خداوند کیا کہہ رہا ہے۔ خداوند کہہ رہا تھا کہ تُم افضل محبت یعنی غیر مشروط اور غیر شخصی محبت اگاپے کے

بغیر میری خدمت نہیں کر سکتے۔ پس جب افضل محبت کا رُخ خدا کی جانب ہوتو یہ محبت بالآخر فلیو محبت کی طرف لے جاتی ہے ، یعنی خدا کے لئے گہری شخصی محبت کی طرف۔ یہی وجہ ہے کہ پطرس الجھن میں پڑ گیا جب خداوند نے لگا تار یہی سوال کیا۔ 15 آیت میں خداوند نے لفظ اگاپے کا کا استعمال کیا، اُس نے فلیو لفظ استعمال نہیں کیا تھا۔ خداوند نے کہا'' کیا تُو اِن سب سے زیادہ مجھ سے اگاپے محبت رکھتا ہے؟'' اُس (پطرس) نے اُس سے کہا'' ہاں خداوند؛ تُو تو جانتا ہے کہ میں تجھے عزیز (فلیو محبت) رکھتا ہوں۔'' پطرس کچھ پریشان سا تھا۔ پطرس نے فلیو لفظ کا استعمال کیا جس کے معنی ہیں جو کچھ تُو ہے میں اس وجہ سے تجھ سے شخصی محبت رکھتا ہوں۔ ہمارے خداوند نے پوچھا تھا کہ کیا تُو مجھ سے غیر مشروط اور غیر شخصی محبت رکھتا ہے، اور پطرس نے جواب دیا تھا کہ'' خداوند تُو تو جانتا ہے کہ میں تجھ سے شخصی محبت رکھتا ہوں۔'' پطرس کو اپنے اس جواب کے نتیجہ میں ایک حکم دیا گیا! اُس (خداوند) نے اُس سے کہا،'' میرے برّے چرا۔'' یہ حکم تمام پاسبانوں کیلئے ہے کہ اِس فعل پر عملدرآمد کریں جو نئے ایمانداروں کو چرانے سے متعلق ہے۔ ''برّے'' چھوٹی بھیڑوں کی طرف اشارہ ہے، نئے ایمانداروں کیلئے ایک مثال ہے۔ خداوند پطرس سے کہہ رہا ہے کہ'' اگر تُو واقعی مجھ سے شخصی محبت رکھتا ہے تو تجھے ایمانداروں کو خوراک پہنچانے کے لئے منتخب کر لیا گیا ہے۔'' پطرس کو حکم دیا گیا کہ اگر وہ واقعی خداوند سے پیار کرتا ہے تو وہ خداوند کے برّے چرائے۔ جب خداوند نے پطرس سے پوچھا کہ کیا تُو ان سب سے زیادہ مجھ سے محبت رکھتا ہے، تو یہاں ایک انتہائی اہم اصول پایا جاتا ہے۔ کوئی بھی ایسا شخص جس کی آنکھیں لوگوں پر مرکوز ہوں وہ پاسبان استاد کی خدمت انجام نہیں دے سکتا۔ پاسبان

استاد کی یہ نعمت خداوند یسوع مسیح کی شخصی محبت سے صادر ہونی چاہئے۔اُس نے اُس سے دوسری بار کہا ''شمعون، یوحنا کے بیٹے! کیا تُو مجھ سے محبت رکھتا ہے؟'' اُس نے اس سے کہا ''ہاں خداوند؛ تُو تو جانتا ہے کہ میں تجھے عزیز (فلیو) رکھتا ہوں۔'' اُس نے اس سے کہا ''تُو میری بھیڑوں کی گلہ بانی کر۔'' 16ویں آیت میں، خداوند اُسے ایک دوسرا حکم دیتا ہے۔ ''تُو میری بھیڑوں کی گلہ بانی کر۔'' لفظ ''گلہ بانی'' میں ایسے اصولی معنی پائے جاتے ہیں جس کے ساتھ پاسبان چرواہے کو کسی کے ساتھ کام کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔لفظ بھیڑ مسیحی زندگی میں بنیادی معنی رکھتا ہے۔ یہاں ایسے لوگ ہیں جن کے پاس علم بہت کم ہے مگر وہ خیال کرتے ہیں کہ بہت کچھ جانتے ہیں۔ یہاں پاسبانی اختیار ایماندار کی زندگی کے لئے ایک اہم مسئلہ بن جاتا ہے۔17 آیت میں ،ہمیں ایک آخری سوال اور حکم ملتا ہے۔ اُس نے اُس سے تیسری بار پھر کہا ''شمعون یوحنا کے بیٹے، کیا تُو مجھے عزیز (فلیو) رکھتا ہے؟'' یہاں ہمارے خداوند نے لفظ اگاپے کی بجائے فلیو کا استعمال کیا۔ پطرس بہت پریشان اور دلگیر تھا کیونکہ اُس نے یہ سوال تیسری بار کیا تھا کہ ''کیا تُو مجھے عزیز رکھتا ہے؟'' اور اس نے اُس سے کہا ''خداوند، تُو تو سب کچھ جانتا ہے، تجھے معلوم ہی ہے کہ میں تجھے عزیز (فلیو) رکھتا ہوں۔'' یسوع نے اُس سے کہا ''میری بھیڑیں چرا۔'' خداوند یہاں نہ صرف پطرس کے لئے ایک مستقبل کے تمام پاسبانوں کے لئے ایک اصول قائم کر رہا تھا جنہیں کلیسیائی دور میں ہونا تھا۔ ''چرانا'' کے لئے یونانی لفظ Bosko ہے جس میں حکم تھا کہ وہ اعتدال کے ساتھ اور چوکسی کے ساتھ اُس کی خاکسار بھیڑوں کو چرائے اس میں پختہ اور باشعور ایمانداروں کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ پختہ اور باشعور ایمانداروں

کے لئے آپ کو صرف یہ کرنا ہے کہ انہیں عقائدی تعلیم دیں۔ 16 آیت میں بنیادی حالت میں، آپ کو ایسی چھڑی استعمال کرنی پڑتی ہے جو چرواہے بھیڑوں کی راہنمائی کے لئے ہاتھ میں رکھتے ہیں۔ چراہے کو ہر بار بھیڑوں کو مارنا پڑتا ہے تا کہ وہ پہاڑیوں سے نیچے نہ گر جائیں۔ پاسبان یہ کام زبانی کلامی نہیں کرتا، بلکہ یہ کام وہ عقائدی تعلیم کی بات چیت سے کرتا ہے۔ جب ایک شخص بڑا ہو جاتا ہے، تو اُس میں سیکھنے کی بابت خاکساری بڑھ جاتی ہے۔ یسوع نے اُس نے کہا ''میری بھیڑیں چرا۔''